امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف اور "المیزان الکبریٰ" میں ان کا منہج واسلوب

The introduction of Imam Abd ul-Wahab al-Sh'rani and his methodology in "al-Mizan al-Kubra

محمد زیب خان* ڈاکٹر سردار علی**

ISSN (P) 2664-0031 (E) 2664-0023
DOI: https://doi.org/10.37605/fahmiislam.v7i1.2

Received: Jan 30,2024
Accepted: April 15, 2024
Published: June,2024

Abstract

This research paper tells us about the methodology "The introduction of Imam Abd ul-Wahab al-Sh'rani and his methodology in "al-Mizan al-Kubra" and how he created the scale "al-Mizan" for the division of juristic opinions in Regid and Concession. According to Imam al-Wahab al-Sh'rani, most Islamic injunctions come under these two categories but there are some cases which do not come under these two due to unified juristic opinion. Also, there are some problems with having more than two vies which results in the inclusion of one in rigidity and the other in concession. These two cases are related to only analogical problems, not to the principles of Islamic Shariah. The Mizan highlights that the views of all Muslim jurists on any problem are correct and the public has the right to adopt any one of them. The disagreement among some scholars is due to infidelity with the source from where they narrate the problem. According to al-Sh'rani based on their physical and religious conditions the people can also be divided into two categories Rigidity and Concession. A person who has the ability for rigidity cannot be allowed for concession but the reversed person is allowed to do so. In the end, we can say that the benefit of this Mizan is that it prevents every person not to negating jurists belonging to different fiqh. And hence to make every person a candidate for intercession on judgment day in front of Allah.

Keywords: Al-Sh'rani, Al-Mizan, categories, Rigidity, Conssesion.

سلسلہ نسب اور ولادت:

* ریسرچ سکالر ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز قرطبہ یونیورسٹی برائے سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی پشاور کے۔پی، پاکستان۔:zaibqazi2020@gmail.com
(Correspondence Author)

** اسسٹنٹ پروفیسر ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز قرطبہ یونیورسٹی برائے سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی پشاور کے۔پی، پاکستان۔

سلسلہ نسب اور ولادت:

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کا پورا نام "عبد الوهاب بن احمد بن علي بن احمد بن محمد بن موسى الشعراني، الانصاري ،الشافعي ، الشاذلي،المصري" والد کا نام احمد بن علی ہے۔ ان کا سلسلہ نسب مشہور امام محمد بن حنفیہ سے جاملتا ہے۔کنیت ابو المواہب اور ابو عبد الرحمٰن تھی۔ ابو شعرہ نامی بستی کی نسبت سے شعرانی کہلائے۔ شافعی المسلک اور شاذلیہ نسبت سے تعلق رکھنے والے تھے۔[1]

ابتدائی تعلیم وتربیت:

ابو المواہب عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش 27 رمضان 898ھ مطابق 1493ء میں مصر کے ایک علاقے "قلقشندہ" میں ہوئی، جب کہ ابو شعرہ نامی بستی میں ان کی پرورش ہوئی۔ چنانچہ علامہ زرکلی فرماتے ہیں:

"ولد في قلقشندة (بمصر) ونشأ بساقية أبي شعرة (من قرى المنوفية) وإليها نسبته (الشعراني ويقال الشعراوي) وتوفي في القاهرة"[2]

”ان کی ولادت قلقشندہ مصر میں ہوئی، اور ابو شعرہ نامی بستی میں پلے بڑھے۔ جو منوفیہ کے دیہاتوں میں سے ہے، اور اسی کی نسبت سے شعرانی یا شعراوی کہلائے، قاہرہ میں وفات پائے“

شروع ہی سے والدین کی شفقت سے محروم رہے، مگر اس دورِ یتیمی میں بھی خوب پرورش پائی۔ بچپن ہی سے صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے، اور محض آٹھ سال کی عمر میں قرآن کریم حفظ کر لیا۔ اور اسی کے ساتھ ابو شجاع اور اجرومیہ نامی کتابیں زبانی یاد کر لی، جب کہ اس وقت ان کی عمر صرف سات آٹھ سال تھی۔[3]

بارہ سال کی عمر میں آپ نے دیہات چھوڑ کر مصر کے ایک بہت بڑے شیخ ابو العباس الغمری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس اقامت اختیار کی، ان کے ہاں شافعی مسلک کے مشہور متون میں سے اکثر زبانی یاد کیے۔ چنانچہ كتاب المنهاج للنووی، الفية بن مالک، توضيح بن هشام، جمع الجوامع، الفية العراقی، تلخيص المفتاح، شاطبية ، قواعد بن هشام اور دیگر متون حفظ کیے۔

چنانچہ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وحفظت هذه الكتب حتى صرت أعرف متشابهاتها كالقرآن من جودة الحفظ"[4]

"میں نے یہ کتابیں زبانی یاد کیں، یہاں تک کہ میں ان کے متشابہات تک پہچاننے لگا جیسا کہ حافظ کو قرآن مجید کے متشابہات کی پہچان ہوتی ہے"

معمولات و مشاغل اور روحانی مقام و مرتبہ:

ابو المواہب عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ شریعت و طریقت کے امام، عظیم بزرگ اور صاحبِ نسبت ولی تھے۔ ایک بلند فقیہ اور کئی کتابوں کے مصنف ہونے کے ساتھ ساتھ تصوف کے میدان کے شہسوار سمجھے جاتے ہیں۔ صوفیہ انہیں قطب ربانی کہتے ہیں۔ اس میدان میں آپ ایک مصلح، مجدد اور جامع کی حیثیت سے نظر آتے ہیں۔ تحصیلِ علم کے بعد اپنے جلیل القدر شیخ زکریا الانصاری کے کہنے پر ساری عمر درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں صرف کی۔ انہوں نے اپنے اوقات تقسیم فرمائے تھے، چنانچہ ایک حصہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ راز و نیاز کے لیے، ایک حصہ اپنے متعلق و مریدین اور متوسلین کے تزکیہ و تربیت کے لیے اور ایک حصہ تصنیف و تالیف کے لیے مختص تھا۔[5]

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ ظاہری علوم سے فراغت کے بعد تصوف کے راستے پر گامزن ہوئے علم طریقت میں آپ کے مربی شیخ محمد شناوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت علی خواص رحمۃ اللہ علیہ تھے۔[6] نیز امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ علم کسبی کے ساتھ ساتھ علم وہبی اور علم لدنی سے مالا مال تھے۔ ان کے نزدیک علم لدنی کے حصول کا ذریعہ کشفِ صحیح ہے نہ کہ عقلی غور و فکر۔ کیونکہ عقل کے ذریعے حاصل کردہ علم میں غلطی کا احتمال ہوتا ہے جب کہ علم لدنی میں ایسا نہیں۔ چنانچہ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"ذكرنا فيه من علوم القرآن العظيم نحو ثلاثة آلاف علم لا مرقى الاحد من طلبة العلم الآن فيما نعلم إلى التسلق إلى معرفة علم واحد منها لا بفكر ولا إمعان نظر في كتب و انما طريقها الكشف الصحيح فتخلع هذه العلوم على العارف حال تلاوته للقرآن لا يتخلف عن النطق به حتى كأن عين ذلك العلم عين النطق بتلك الكلمة، ومتى تخلف العلم عن النطق فليس هو من علوم أهل الله وإنما هو نتيجة فكر وعلوم الأفكار مدخولة عند أهل الله لا يعتمدون عليها لإمكان رجوع أهلها عنها بخلاف علوم أهل الكشف"[7]

"ہم نے قرآن کریم کے تقریبا تین ہزار علوم ایسے بیان کیے ہیں کہ اگر آج کوئی طالب علم چاہے کہ وہ غور وفکر اور کتب کے گہرے مطالعہ سے ان علوم میں سے ایک علم بھی حاصل کرلے تو نہیں کر سکتا۔ البتہ ان کے حصول کا طریقہ کشف صحیح ہے۔ عرفاء پر قرآن کریم کی تلاوت کے وقت نطق کے ساتھ ساتھ ان علوم کا انکشاف ہوتا ہے گویا کہ ہر کلمہ کا نطق بعینہ ایک علم ہوتا ہے اور جو علم نطق (تلاوت) کے وقت حاصل نہ ہو وہ اہل اللہ کے علوم سے خارج ہے کیونکہ وہ علم، فکر کا نتیجہ ہے اور غور وفکر سے حاصل کردہ علوم اہل اللہ کے ہاں قابل اعتماد نہیں ہوتے اس لیے کہ ان اصحاب علم کا اپنے علوم سے رجوع کرنے کا احتمال باقی رہتا ہے۔ بر خلاف اہل کشف کے علوم کے۔"

اتباعِ شریعت اور علم فقہ سے خاص رغبت:

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ عالم باعمل تھے۔ انہوں نے اپنی ساری عمر شریعت مطہرہ کی اتباع کرتے ہوئے گزاری اور اپنی تصانیف میں بھی جابجا اس امر پر زور دیا ہے۔ اگر کسی مسئلہ میں ائمہ مجتہدین کا اختلاف ہوتا تو آپ کی پوری کوشش ہوتی تھی کہ اُس فتویٰ پر عمل کریں جس پر ائمہ اربعہ یا کم از کم ائمہ ثلاثہ کا اتفاق ہو۔ چنانچہ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

"دوروا مع الشرع كيف كان لا مع الكشف فإنه قد يخطىء"[8]

"ہر حال میں شریعت کے (رہنما اُصولوں) کے ساتھ چلو، کیونکہ محض کشف (پر اعتماد) میں بھی کبھی خطا ہو جاتی ہے۔"

اگرچہ آپ کا میلانِ طبع تزکیہ و تصوف کی طرف تھا تاہم روحانی معاملات میں مصروفیت کے باوجود فقہ سے آپ کو نہایت زیادہ دلچسپی تھی۔ "المیزان الکبری" کی تالیف کے وقت آپ نے سینکڑوں کتب (فقہ، حدیث، تفسیر، فتاوی، اصول، لغات و معاجم اور دیگر متعدد (علوم وفنون سے متعلق کتب) کا مطالعہ کیا۔ آپ دیگر اہل علم وفضل کو بھی کتب فقہ کے مطالعہ کی ترغیب دیتے۔ آپ کا ارشاد ہے:

"کتب فقہ کا بکثرت مطالعہ کرنا چاہیے، نام نہاد صوفیہ، تصوف کے راستے میں قدم زن ہوتے ہی فقہ کو حجاب سمجھتے ہوئے کتب فقہ کے مطالعہ سے روکنے لگ جاتے ہیں حالانکہ یہ بات سراسر جہالت پر مبنی ہے۔"[9]

علمی خدمات:

شعرانی ایک جامع الکمالات شخصیت تھے۔ انہوں نے اپنے وقت کے ان نامور علماء و صلحاء سے کسب علم و فیض کیا جن کے علمی آثار آج بھی موجود اور رائج ہیں۔ آپ نے اپنے اساتذہ کی تعداد پچاس کے قریب ذکر کی ہے۔[10] آپ کا شمار اسلام کے کثیر التصانیف مشاہیر میں ہوتا ہے۔ اگرچہ آپ کی تصانیف کی ایک غالب تعداد براہ راست تزکیہ و احسان پر ہے، تاہم آپ نے قرآنی علوم، حدیث، عقائد، فقہ، نحو، طبقات اور طب کے میادین میں بھی اہم علمی خدمات سر انجام دی ہیں۔[11] قدرت نے آپ کے ذہن کو زرخیزی اور فکر کو وسعت بخشی تھی۔ تجدید و اصلاح آپ کی تصانیف کا خاصہ ہے۔ آپ تمام نقلی و عقلی علوم، خصوصا علم ظاہر یعنی فقہ اور علم باطن یعنی تصوف کے جامع تھے اور یہ جامعیت آپ کی کتابوں کے مختلف مضامین میں بھی نمایاں نظر آتی ہے۔ اس وجہ سے علماء و صوفیہ، دونوں طبقوں میں آپ کی تصانیف بے حد مقبول رہی ہیں۔ آپ کی تصانیف کی تعداد تین سو سے زائد ہے، جن میں سے پچیس تصانیف ایسے موضوعات پر ہیں جو بالکل نئے اور اچھوتے ہیں، ان پر امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ سے قبل کسی نے بھی قلم نہیں اٹھایا۔[12]

شیخ عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ اگرچہ شافعی المسلک تھے مگر آپ نے چاروں مذاہب کا بالاستیعاب مطالعہ کیا۔ ائمہ مجتہدین کے تمام مذاہب میں آپ کی تحقیق کے باعث اور تمام مذاہب کی توجیہات اور دلائل پر عبور کی وجہ سے اگر کوئی حنفی مذہب پر آپ کی گفتگو سنتا تو آپ کو حنفی خیال کرتا اور اگر مذہب حنبلی یا مالکی پر آپ دلائل دے رہے ہوتے تو حنبلی یا مالکی سمجھتا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ تمام ائمہ کے اقوال اور اصولوں سے پوری طرح واقف ہو گئے تھے اور آپ نے ان کے جمیع ادلہ کا احاطہ کر لیا تھا۔ چنانچہ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"و مما أنعم الله تبارك و تعالى به على كثرة توجيهي و تقريري لجميع مذاهب المجتهدين حين تبحرت في علومهم حتى كأني في حال تقريرى لها واحد منهم، و ربما ظن الداخل على أنا أقرر فى مذهب ذلك الامام أنني حنفى أو حنبلي أو مالكي، والحال أننى مقلد للإمام الشافعي رضي الله عنه و أرضاه، و ذلك لإحاطتي بمنازع أقوال الأئمة رضى الله تعالى عنهم و اطلاعى على أدلتها، و ربما قال بعض المتهورين عنى إن فلانا لا يتقيد بمذهب على وجه الذم والتنقيص

والحال أنني إنما أقرر مذاهب الأئمة الوسع اطلاعی، لا تهور أفي الدين و تتبعا للرخص، و أصل ذلك أني لما صنفت كتب أدلة المذاهب رأيت جميع المجتهدين لا يخرجون عن السنة في شيء"[13]

"اور من جملہ ان انعامات کے جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کیے ایک یہ ہے کہ جب ائمہ مجتہدین کے مذاہب فقہ میں مجھے تبحر حاصل ہو گیا تو ان جملہ مذاہب فقہ کی توجیہات اور تقاریر اس طرح کرتا تھا کہ توجیہ و تقریر کے وقت ان مجتہدین میں سے ایک سمجھا جاتا تھا اور اگر کوئی حنفی مذہب کی توجیہ و تقریر کرتے وقت آتا تو مجھے حنفی سمجھتا۔ اسی طرح مذہب حنبلی کی تقریر کے وقت حنبلی اور مذہب مالکی کی توجیہ و توضیح کے وقت مجھے مالکی سمجھا جاتا۔ حالانکہ میں امام شافعی یہ کا مقلد ہوں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ میں جمیع ائمہ مجتہدین کے اقوال کے منازعہ اور اُصول سے پورے طور پر واقف ہو گیا ہوں اور ان کے تمام دلائل کا احاطہ کر لیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض دریدہ دہنوں نے میرے بارے میں یہ بہتان باندھا کہ یہ کسی خاص مذہب فقہ کا پابند نہیں ہے۔ حالانکہ میں تو وسعت معلومات کی وجہ سے ایسا کرتا تھا۔ دراصل بات یہ ہے کہ جب میں نے ادلہ مذاہب کی کتب تالیف کیں تو مجھے معلوم ہوا کہ کوئی مجتہد کسی امر میں سنت رسول ﷺ سے باہر نہیں ہے"

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ اگرچہ میدان تصوف کے شاہ سوار کی حیثیت سے معروف ہیں مگر آپ ایک بلند پایہ فقیہ، اصولی، متکلم، نحوی بھی تھے۔ چنانچہ انہوں مختلف علوم وفنون میں بہت گراں قدر خدمات سر انجام دی ہیں۔ ان کی مشہور تصانیف "الاجوبة المرضية عن أئمة الفقهاء والصوفية،إرشاد الطالبين إلى مراتب العلماء العالمين، الانوار القدسية في معرفة آداب العبودية البحر المورود في المواثيق والعهود ،البدر المنير ،تنبيه المغترين في آداب الدين، كشف الغمة عن جميع الأمة ،لطائف المنن ،لواقح الانوار في طبقات الاخيار ،تنبيه المفترين في القرن العاشر، الدرر المنثورة في زبد العلوم المشهورة، درر الغواص ،ذيل لواقح الانوار،لواقح الانوار القدسية في بيان العهود المحمدية،إرشاد المغفلين من الفقهاء والفقراء، إلى شروط صحبة الأمراء وغیرہ ہیں۔[14]

مندرجہ بالا تفصیل سے یہ امر متشرح ہوتا ہے کہ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دور کے احوال کے مطابق جس جس شعبے میں کام کی ضرورت محسوس کی آپ نے اُس موضوع پر قلم اُٹھایا۔ شریعت وطریقت کے مابین مغائرت کو دور کیا، مذاہب فقہ کے ائمہ کے مابین اختلافات کو رحمت قرار دیا اور اُن میں تطبیق

دے کر اجتماعی فقہ کی تدوین کے امکان کو عملی شکل دے دی، تصوف اور صوفیہ پر ہونے والے اعتراضات کا علمی محاکمہ کر کے اسلامی و غیر اسلامی تصوف میں فرق واضح کیا۔ اُصول و عقائد میں پائے جانے والے غلو کے خاتمہ کے لیے بھی قابل قدر خدمات سر انجام دیں۔ آل واصحاب کے مابین افراط و تفریط ختم کرنے کے لیے بھی اپنا فرض ادا کیا۔ نیز جملہ علوم کا مقصود و مطلوب واضح کیا کہ یہ وصول الی اللہ کا ذریعہ و وسیلہ ہیں نہ کہ اصل منزل۔ اس لیے ان علوم کے ذریعے وصول الی اللہ کے حصول کو ہی پیش نظر رکھنا چاہیے۔

وفات:

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ساری عمر دین کی خدمت کرتے ہوئے بڑی سادگی اور خدا ترسی میں زندگی گزاری، اور آخر کار داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے 973ھ مطابق 1565ء کو اس فانی دنیا سے رخصت ہوئے۔ ان کی نماز جنازہ میں وقت کے بڑے بڑے علماء، فقہاء، مشائخ اور امراء نے شرکت کی۔ قاہرہ میں دفن کیے گئے۔ ان کے بعد ان کے صاحبزادے عبد الرحمٰن شعرانی رحمۃ اللہ علیہ مسند نشین ہوئے۔[15]

المیزان الکبریٰ میں مصنف کا منہج واسلوب:

کتاب کا مختصر تعارف:

اصل نام:

اس کتاب کا پورا نام "المیزان الکبریٰ الشعرانیة المدخلة لجمیع الاقوال الائمة المجتهدین ومقلدیهم فی الشریعة المحمدیة" ہے۔ البتہ اختصار کے ساتھ اس کو "المیزان الکبریٰ" یا "کتاب المیزان" لکھا جاتا ہے۔

نسخہ جات:

اس کے اب تک چار نسخے منظر وجود پر آچکے ہیں۔

- پہلا نسخہ مکمل نام کے ساتھ مصر سے مکتبہ بولاق نے 1275ھ میں شائع کیا ہے۔

- دوسرا نسخہ "المیزان الکبریٰ" کے نام سے مکتبہ مصطفیٰ الحلبی مصر سے 1306ھ میں شائع ہوا ہے۔ اس کی خصوصیت یہ ہے کہ اس پر محمد بن عبد الرحمٰن دمشقی کا "ترجمة الامة فی اختلاف الائمة" کے نام سے حاشیہ بھی چھپ چکا ہے۔
- تیسرا نسخہ دار عالم الکتب، بیروت سے 1989ء میں "کتاب المیزان" کے نام سے تین جلدوں میں چھپا ہے۔ نیز اس پر عبد الرحمٰن بن عمیرہ کی کچھ نامکمل تخریج و تحقیق اور تعلیقات بھی ہیں لیکن جدید طرزِ تحقیق پر پورا نہیں اترتی۔
- چوتھا نسخہ بیروت دار الکتب العلمیہ سے 1998ء میں عبد الوارث محمد علی کی مختصر تصحیحات اور جزوی تخریج کے ساتھ طبع ہوا ہے۔ مگر یہ صرف قرآنی آیات کی تخریج اور کچھ مختصر حواشی پر مشتمل ہے۔

تراجم:

"المیزان الکبریٰ" عربی زبان پر مشتمل تصنیف ہے۔ البتہ اس کے اردو، فرانسیسی اور دیگر کئی زبانوں میں بھی تراجم ہو چکے ہیں۔ بھارت کے مشہور عالم مولانا محمد حیات سنبھلیؒ نے اردو زبان میں "مواہب رحمانی" کے نام سے اس کا ترجمہ کیا ہے۔ جو ادارہ اسلامیات کراچی سے نومبر 2007ء میں چھپ چکا ہے۔ اس کے بعد مفتی محمد اقبال کھرل نے اس ترجمہ پر نظر ثانی کی۔ جو "میزانِ شعرانی" کے نام سے 2008ء میں ادارہ پیغام القرآن لاہور سے چھپ چکا ہے۔

موضوعِ کتاب:

"المیزان الکبریٰ" کا موضوع ائمہ اربعہ کے فقہی اقوال کے مابین تطبیق پیدا کرنا ہے ائمہ اربعہ کے اقوال میں بظاہر جو تعارض وتضاد نظر آتا ہے امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے دلائل کے ذریعے ان ان کا غیر متعارض ہونا ثابت کیا ہے۔ انہوں نے اس بات پر دیا ہے کہ تمام ائمہ مجتہدین بر سر ہدایت اور راہِ حق پر ہیں ان میں سے ہر ایک کے قول کی کوئی نہ کوئی وجہ ضرور ہے۔ ان کے درمیان اصولِ دین میں کوئی اختلاف

نہیں۔ البتہ ہمیں ایک مسئلہ میں ان کے درمیان جو مختلف اقوال نظر آتے ہیں وہ تشدید و تخفیف اور عزیمت ورخصت پر مبنی ہیں۔

تمام ائمہ کے راہ حق اور مصیب ہونے کی امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے یوں مثال پیش کی ہے کہ جس طرح ایک دریا سے مختلف سمتوں میں نہریں اور ندیاں بہتی ہیں مگر ان سب کا اصل منبع ومصدر ایک ہی ہوتا ہے اسی طرح فروعی مسائل میں اختلاف کے باوجود ان سب کی بنیاد شریعت ہی ہے۔ اسی طرح دوسری مثال پیش کرتے ہوئے امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شریعت اسلامی ایک تنہ آور درخت کی مانند ہے اور ائمہ مجتہدین کی آراء ان کی شاخوں کی طرح پھیلی ہوئی ہیں تو جس طرح ان تمام شاخوں کا اصل مرکز ایک ہی ہوتا ہے اسی طرح ائمہ مجتہدین وفقہاء کی آراء کا مرکز بھی ایک ہی ہے، نیز جس طرح کوئی ثمرہ شاخ کے بغیر ،کوئی ٹہنی تنے کے بغیر اور کوئی عمارت دیوار کے بغیر وجود میں نہیں آسکتی اسی طرح ائمہ مجتہدین میں سے کوئی ایسی رائے موجود نہیں جس کی بنیاد اور اصل شریعت اسلامی میں کہیں موجود نہ ہو۔

چنانچہ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"فإن الشريعة كالشجرة العظيمة المنتشرة وأقوال علمائها كالفروع والأغصان ، فلا يوجد لنا فرع من غير أصل ، ولا ثمرة من غير غصن ، كما لا يوجد أبنية من غير جدران"[16]

"بلاشبہ شریعت بڑے درخت پھیلے ہوئے کی مثل ہے اور علماء کے اقوال شاخیں اور ٹہنیاں ہیں اور شاخ بغیر جڑ اور پھل بغیر ٹہنی کے وجود میں نہیں آسکتا جس طرح مکانوں اور عمارتوں کا وجود دیواروں کے بغیر نہیں ہو سکتا"

مقصدِ تالیف:

تدریس کے دوران طلبہ نے کئی بار شیخ عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ سے مطالبہ کرکے اس ضرورت کا احساس دلایا کہ تمام ائمہ کے برحق ہونے کی کوئی ایسی اتفاقی صورت پیدا کی جائے کہ دل میں بھی اس بات کا پختہ اعتقاد ہو حاصل ہو، کہ ان ائمہ برحق کے درمیان اصولِ دین میں کوئی اختلاف نہیں۔ چنانچہ ان کے کہنے پر امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "الميزان الخضرية" نامی کتاب لکھی۔ جسے "الميزان الصغرىٰ" بھی کہا جاتا ہے۔ اس تالیف کے بعد وہ اس کی تشریح وتوضیح کی طرف متوجہ ہوئے، اور "الميزان الكبرىٰ" تالیف فرمائی۔ اس کتاب میں امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد مقلدین کے لیے ایسے اقوال کو جمع کرنا تھا جس میں ذرا بھی تعارض نہ

رہے۔ چنانچہ اس زمانے کے ائمہ وشیوخ نے بھی ان کی تائید کی۔ نیز اس کتاب کی تالیف کا بڑا باعث اس مضمون پر عمل کرنا تھا جو خدا تعالیٰ کے اس فرمان سے نکلتا ہے، امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وكان من أعظم البواعث لي على تأليفها للإخوان فتح باب العمل بما تضمنه قوله تعالى:﴿شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ مَا وَصَّى بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ[17]﴾[18]

"اور بہت بڑا باعث اس کی تصنیف کا اس مضمون پر عمل کرانا ہے جو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے واضح ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کے واسطے وہی دین مقرر کیا جس کا اس نے نوح علیہ السلام کو حکم دیا تھا۔ اور جس کو ہم نے آپ کے پاس بذریعہ وحی بھیجا ہے اور جس کا ہم نے ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا تھا۔ اور ان کی امتوں کو حکم دیا تھا کہ اسی دین کو قائم رکھنا اور اس میں تفرقہ نہ ڈالنا۔"

دوسرے مقصدِ تالیف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس تالیف کا مقصد ان لوگوں کا شرح صدر اور یہ باور کرانا ہے جو زبان سے اماموں کو برحق ماننے کا اقرار کرتے ہیں، تاکہ ایک عملی صورت کا ایک مجموعہ ان کے سامنے آکر ان کو اعتقاد قلبی حاصل ہو جائے تاکہ ائمہ مجتہدین کے ادب کو باعثِ ثواب سمجھ کر ان کا دل سے احترام کریں۔ چنانچہ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وليطابقوا في تقليدهم بين قولهم باللسان : إن سائر أئمة المسلمين على هدى من ربهم ، وبين اعتقادهم ذلك بالجنان، ليقوموا بواجب حقوق المتهم في الأدب معهم ويجوزوا الثواب المرتب على ذلك في الدار الآخرة ؛ ويخرج من قال ذلك منهم بلسانه : إن سائر أئمة المسلمين على هدى من ربهم ولم يعتقد ذلك بقلبه عما هو ملتبس به من صفة النفاق الأصغر"[19]

"(دوسری غرضِ تالیف یہ ہے، تاکہ)لوگوں کا زبانی اقرار کہ (مسلمان کے تمام ائمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت پر ہیں) اعتقاد قلبی کے ساتھ مطابق ہو جائے۔ تاکہ وہ لوگ دل سے اماموں کے اپنے اوپر حقوق کو واجب سمجھ کر ان کی شان میں ادب سے پیش آدیں۔ اور اس ادب کو باعث ثواب اخروی سمجھیں۔ اور ایسا کوئی شخص باقی نہ رہے جو مذکور الصدر جملہ کا زبان سے تو اقرار کرتا ہو لیکن دل سے اس کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے۔ جو شان چھوٹے نفاق کی علامت ہے"

اس کی تالیف کا ایک مقصد ان لوگوں کے دلوں میں عقیدت پیدا کرنا تھا جو کسی دوسرے امام کی پیروی کرتے ہیں، تاکہ لوگ مجتہدین کی مخالفت سے باز آجائیں کیونکہ جب ان کو تمام ائمہ مجتہدین کے برحق ہونے کا یقین ہوجائے تو وہ خود بخود ان کا معتقد بن جائیں گے۔ چنانچہ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"ویسد المقلدون باب المبادرة إلى الإنكار على من خالف قواعد مذاهبهم من هو من أهل الاجتهاد في الشريعة ، فإنه على هدى من ربه . وربا أظهر مستنده) في مذهبه لمن أنكر عليه ، فأذعن له وخجل من مبادرته إلى الإنكار عليه .وهذا من جملة مقاصدي بتأليف هذا الكتاب"[20]

"(تیسری غرض اس کی تالیف سے یہ ہے کہ) مقلدوں کو ایسے شخص کے انکار کی جرات نہ ہو جو ان کے مسلمہ مذہبی قواعد کی مخالفت کرتا ہو۔ حالانکہ وہ اہل اجتہاد میں سے ہو کیونکہ ایسا شخص خدا تعالیٰ کی طرف سے ہدایت پر ہے اور اکثر جگہ میں ایسے مجتہد کے مذہب کی دلیل بھی ظاہر کروں گا تاکہ منکر کیلئے فائدہ بخش ہو اور وہ اس مجتہد سے عقیدت پیدا کرے اور پچھلے انکار کی جرات پر شرمندہ ہو۔ یہ بعض مقاصد ہیں اس کی تالیف سے"

منہجِ کتاب:

المیزان الکبریٰ تین حصوں پر مشتمل ہے پہلا حصے کی ابتداء میں مؤلفؒ نے ایک طویل مقدمہ تحریر فرمایا ہے۔ جس میں اس کا کتاب کا سببِ تالیف، میزان کی لغوی واصطلاحی توضیح وتشریح، فقہاء کے اختلاف میں اللہ تعالیٰ کی حکمتیں، امام ابو حنیفہ پر وارد ہونے والے اعتراضات اور اس کا دفاع وغیرہ اہم مباحث شامل ہیں۔ چنانچہ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے انیتس فصول میں تطبیق بین الاقوال، احکام کے دو مراتب، تصورِ میزان کی توضیح وتشریح اور مختلف پہلو سے اس کا تحقیقی وشرعی جائزہ لیا ہے۔ بعد ازاں چار فصول میں بالترتیب ائمہ اربعہ کے اقوال نقل کیے ہیں کہ وہ کس طرح احکام شریعہ میں اپنی رائے کو مذموم سمجھتے تھے اور بغیر دلیل کے کبھی اپنی رائے کا اظہار نہ کرتے۔ اس کے بعد پانچ فصول میں امام ابو حنیفہ کے تفقہ، جلالت شان اور ان کی طرف منسوب غلط اقوال کے ساتھ ساتھ ان پر وارد ہونے والے اعتراضات کا تنقیدی جائزہ لیا ہے۔ بعد ازاں دو فصلوں میں چند احادیث مبارکہ بطور نمونہ ذکر کر کے ان کے درمیان تطبیق کی عملی

صورت پیش کی ہے اور آخری آٹھ فصول میں مختلف فقہی ابواب کے تناظر میں تصورِ میزان کی کچھ مثالیں ذکر کی ہیں۔

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب فقہی ابواب کی ترتیب پر مرتب فرمایا ہے چنانچہ پہلے جزء کا آغاز کتاب الطہارۃ سے ہو کر کتاب التیمم پر اختتام پذیر ہوتا ہے۔ جزء ثانی کا آغاز باب مسح الخفین سے ہو کر باب النذر پر ختم ہوتا ہے۔ جب کہ جزء ثالث کی ابتداء کتاب الاطعمۃ سے ہو کر کتاب امہات الاولاد پر جا کر ختم ہوتا ہے۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ ہر باب کی ابتداء میں فقہاء اربعہ کے درمیان اتفاقی مسائل ذکر کرتے ہیں، اس کے بعد باب سے متعلقہ مختلف فیہ مسائل میں ائمہ اربعہ کے مذاہب بیان کر کے اپنے میزان کے مطابق تشدید و تخفیف اور عزیمت و رخصت پر اس کو منطبق کر کے اس کی تطبیقی پہلو واضح کرتے ہیں۔

المیزان الکبریٰ میں ائمہ اربعہ کے مذاہب و مسالک کے علاوہ بعض مقامات پر مذاہب شاذہ مثلاً مذہب امام اوزاعی، مذہب داؤد ظاہری وغیرہ کے اقوال بھی نقل کیے گئے ہیں۔ جن سے امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی جلالتِ شان اور تبحر علمی کا اندازہ ہوتا ہے کہ ان کو ائمہ اربعہ کے ساتھ ساتھ دیگر فقہاء و مجتہدین کے اقوال پر کتنا عبور حاصل تھا۔

نیز امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ و مرشد علی خواصؒ کے ملفوظات کا کتاب کے مضامین کے ساتھ گہرا تعلق تھا اسی بناء پر امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب کا اختتام اپنے شیخ کے ملفوظات پر کیا ہے جن پر احکام الٰہی کے اسرار و رموز اور حکمتوں پر بحث کی گئی ہے۔

فقہی اختلافات سے متعلق امام عبد الوہاب شعرانی کا نظریہ تطبیق:

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے بار گاہِ الٰہی میں استخارہ کیا اور اپنے احباب کے حسب خواہش ان مشکل الفاظ کو ان سہل الفاظ میں واضح کیا میرے نزدیک مجھ سے پہلے کسی امام نے اس موضوع پر قلم نہیں اٹھایا اور میں نے حسب ضرورت اس میزان کی بسط و وضاحت کی پوری کوشش کی ہے اور جس قدر احادیث باہم متناقض سمجھی جاتی ہیں اور ان پر جس قدر مجتہدین اور مقلدین کے اقوال کی بنا ہے، ان سب کو خواہ وہ فقہ کے کسی باب سے بھی متعلق ہوں طہارت سے لے کر آخر تک میں نے شریعت کے دونوں مرتبوں (عزیمت و رخصت) میں سے کسی نہ کسی مرتبہ میں ضرور داخل کیا ہے، یہاں تک کہ ان لوگوں کے نزدیک تمام شریعت میں کوئی تناقض نہیں رہا اور لوگوں کی اس کتاب کے ساتھ دل بستگی کی بھی یہی وجہ ہے

ورنہ یہ وہ کتاب ہے کہ کوئی شخص بھی اسے اپنے ہم عصروں میں سے کسی کی طبیعت کو اس کے موافق نہ پاتا ہے۔[21]

متناقض احادیث کی توجیہ:

ابو المواہب امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے شیخ ومرشد حضرت علی خواص رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: کہ جب تم شارع کے کلام کو باہم مخالف دیکھو یا کسی امام کا کلام آپس میں ایک دوسرے کا متناقض دیکھو تو ان کو دو وقتوں پر محمول کرو تاکہ تناقض دور ہو جائے کیونکہ شارع علیہ السلام کے کلام میں تناقض نہیں ہو سکتا، اسی طرح ائمہ کے کلام میں بھی مخالفت نہیں ہو سکتی بشرطیکہ جہالت اور تعصب کی بجائے انصاف اور عالمانہ نظر سے دیکھا جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان میں غور کرو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ نے سوال کیا کہ:

"هل رأيت ربك"

کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا؟

اس کے جواب میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا؟

"نور أنى أراه"[22]

"میں اسے نورانی دیکھتا ہوں"

جب کہ اکابر صحابہ کرام کی مجلس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"رأيت ربي في أحسن صورة"[23]

"میں نے اپنے رب کو دیکھا۔"

غیر اکابر سے اس لیے یہ نہ فرمایا تاکہ وہ بارگاہ الٰہی کے بارے میں وہ امور خیال نہ کرنے لگیں جو اس کے شایان شان نہ ہوں۔ اسی طرح حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ جب گھر کا سارا سامان لے آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہم نے اس عمل کو حدیث تقریری کے ذریعہ درست قرار دیا جبکہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے اپنی توبہ قبول ہو جانے کے بعد جب چاہا کہ اپنا تمام مال راہ خدا میں خرچ کر دیں تو انہیں فرمایا:

"أَمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ"[24]

"کچھ مال اپنے پاس بھی رکھو تمہارے لیے یہی بہتر ہے"

احکامات کے درجات:

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے جو مؤقف اختیار کیا کہ ان مسائل میں کوئی اختلاف نہیں، جو مختلف صورتیں ملتی ہیں وہ تشدید و تخفیف کے گرد گھومتی ہیں اور یہ دونوں شریعت کے مقاصد میں سے ہیں، یہ مؤقف آپ سے قبل کسی نے بھی اختیار نہیں کیا اور نہ ہی کوئی آج تک یہ کہہ سکا کہ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فکر سے کسی اور سے اخذ کی تھی۔ اس تناظر میں امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ وہ پہلی شخصیت ہیں جنہوں نے کتاب المیزان کی صورت میں ائمہ کے اجتماعی اور اختلافی اقوال کا نہ صرف ایک انسائیکلوپیڈیا تیار کیا بلکہ ائمہ وفقہاء کے مختلف فیہ اقوال کے درمیان توافق اور تطابق کی وہ صورت پیش کی کہ ان کے اس تصور میں تمام اقوال ایک ہی منبع (شریعت) سے ہوتے ہوئے نظر آتے ہیں اور یہ تمام اقوال مختلف اوقات اور حالات میں احکام شرع پر عمل کرنے کی مختلف صورتیں دکھائی دیتے ہیں۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان اختلافات میں الجھنے کی بجائے ان سے بالاتر ہو کر وسعت نظر اور کشادہ دلی سے ان پر غور کیا اور ان مختلف فیہ اقوال کو شریعت مطہرہ کی مختلف توسیعی جہتیں قرار دیا۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”أن الشريعة المطهرة جاءت من حيث شهود الأمر والنهي، في كل مسألة ذات خلاف على مرتبتين ، تخفيف وتشديد لا على مرتبة واحدة – كما يظنه بعض المقلدين ، ولذلك وقع بينهم الخلاف بشهود التناقض ولا خلاف ولا تناقض في نفس الأمر “[25]

شریعت مطہرہ نے تمام مسائل خلافیہ میں امر اور نہی کے دو مرتبے بنائے ہیں ایک کا نام تشدید (سختی) ہے دوسرے کا تخفیف (سہولت) ہے۔ تمام امر و نہی کا ایک ہی مرتبہ نہیں رکھا ہے جیسا کہ بعض مقلدین کا خیال ہے اور اسی وجہ سے چونکہ وہ دونوں قولوں میں بظاہر تناقض دیکھتے ہیں تو ایک دوسرے کے وہ مخالف ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ واقع میں بالکل تناقض نہیں ہے۔

نظریہ مراعاۃ الخلاف سے استفادہ:

نظریہ مراعاۃ الخلاف مختلف فقہی مذاہب کے مابین پائے جانے والے فقہی اختلاف سے متعلق ہے اس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ تمام مسائل جن میں ائمہ فقہ کا اختلاف ہے ان میں لوگوں کے لیے عمل میں تخفیف اور سہولت اور مفتی کے لیے فتویٰ دینے کی گنجائش ہے اس نظریہ کی تائید قرآن و سنت سے بھی ہوتی ہے کیونکہ قرآن و سنت، شرعی اوامر و نواہی کے نفاذ میں تمام مکلفین سے یکساں مطالبہ نہیں کرتے بلکہ

قرآن وسنت کی رو سے شرعی احکام کے مطالبہ و نفاذ کے ضمن میں مکلفین کی دو قسمیں ہیں۔ قوی اور ضعیف ۔ چنانچہ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی تشریح کے مطابق ان کے احکام میں بھی فرق ہے، اور مکلفین کے اعتبار سے رخصت وعزیمت میں بھی بلحاظ عمل ترتیب وجوبی ہے نہ کہ اختیاری۔ چنانچہ رخصت پر صرف وہی شخص عمل کر سکتا ہے جو عزیمت کی ادائیگی سے قاصر ہو۔ عزیمت پر قدرت کی صورت میں اس کے لیے اس پر عمل کرنا ہی متعین ہے۔ چنانچہ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"فإن جميع المكلفين لا يخرجون عن قسمين : قوي وضعيف من حيث إيمانه أو جسمه في كل عصر وزمان ، فمن قوي منهم خوطب بالتشديد والأخذ بالعزائم ومن ضعف منهم خوطب بالتخفيف والأخذ بالرخص) وكل منهما حينئذ على شريعة من ربه وتبيان فلا يؤمر القوي بالنزول إلى الرخصة ، ولا يكلف الضعيف بالصعود للعزيمة وقد رفع الخلاف في جميع أدلة الشريعة وأقوال علمائها عند كل من عمل بهذه الميزان"[26]

"تمام مکلف دو قسموں سے خارج نہیں کہ ایمان اور جسم کے اعتبار سے ہر زمانہ میں یا قوی ہوں گے یا ضعیف پس جو قوی ہیں وہ تشدید اور عزیمتوں پر عمل کرنے کے مخاطب ہیں اور اس وقت (یعنی اپنے اپنے خطاب پر عمل کرنے کے وقت) دونوں قسمیں اپنے پروردگار کی طرف سے شریعت اور ہدایت پر ہوں گی نہ گمراہی پر) لہذا قوی کو رخصت پر اتر آنے کا حکم نہ کیا جائے گا۔ اور نہ ضعیف کو عزیمت پر عمل کرنے کی تکلیف دی جائے گی۔ اور ہر وہ شخص کہ اس میزان پر عمل کرے گا وہ تمام ادلہ شریعت اور اقوال علماء کے اختلاف کو اٹھا دے گا۔"

مثال:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ﴾[27]

"اے ایمان والو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جس طرح تقویٰ اختیار کرنے کا حق ہے۔"

مندرجہ بالا ارشاد ربانی کے مخاطب اہل عزیمت ہیں۔ جب کہ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾[28]

"پس اپنی استطاعت کے مطابق اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔"

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے مخاطب اہل رخصت ہیں۔ چنانچہ حدیث میں بھی اس کی وضاحت آئی ہے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت منقول ہے:

"وَإِذَاأَمَرْتُكُمْ بِأَمْرٍ فَأْتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ"[29]

"جب میں تمہیں کسی بات کا حکم دوں تو حسب استطاعت اسے بجالاؤ"

اسی طرح شریعت مطہرہ میں جملہ احکام ایک قوت اور ایک درجے کے نہیں ہیں فرض وواجب ہیں تو بعض مندوب ومباح، اگر کچھ احکام تحریم سے متعلق ہیں تو کچھ کراہت سے متعلق ہیں۔ ظاہر ہے فرض وواجب اور تحریم سے متعلق احکام شرعیہ میں شدت پائی جاتی ہے جبکہ مندوب ومباح امور میں نرمی ہے بلکہ مباح میں مندوب ومردہ سے زیادہ نرمی پائی جاتی ہے کیونکہ کرنے یا نہ کرنے کا صوابدیدی اختیار دیا گیا ہے۔

فقہاء کرام کے درمیان اختلاف کی حیثیت:

حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے تمام احکام شریعت میں مجتہدین کے اختلافات کو دور کرنے کا یہ نادر اصول پیش کیا ہے۔ اس اصول کو سمجھ لینے کے بعد علما کے اختلافات کی کوئی اہمیت نہیں رہ جاتی۔ یہ اختلافات صحت وخطا یا راجح اور مرجوح پر مبنی نہیں رہتے، بلکہ دو الگ الگ حالات کے لیے دو الگ الگ حکم کے طور پر نظر آتے ہیں۔ جو لوگ اس حقیقت کو سمجھ لیں انہیں یہ جائز نہیں کہ وہ عزیمت پر عمل کی قدرت رکھتے ہوئے اپنے امام کی تقلید کی وجہ سے رخصت پر عمل کرنے لگیں، یا عزیمت پر قدرت نہ ہونے کے باوجود اپنے امام کی تقلید کو بنیاد بنا کر رخصت پر عمل نہ کریں۔ یعنی وہ یہ نہ دیکھیں کہ ان کی حالت اصحاب عزیمت کی ہے یا اصحاب رخصت کی اور بہر صورت اپنے امام کے فتویٰ پر عمل کریں اور دوسرے امام کے ارشاد کو بہر کیف اپنے لیے شجر ممنوعہ سمجھیں۔[30]

فقہی اختلافات سے متعلق امام عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کا اسلوبِ تطبیق:

امام عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے عہد کے تقاضوں کے مطابق ائمہ فقہ ومجتہدین کے مقام ومرتبہ کے تعین واثبات کے ساتھ ان کے درمیان پائے جانے والے اجتہادی اور فقہی وفروعی اختلافات کو نہ صرف محمود ومشروع قرار دیا بلکہ ان کے مابین تطبیق وتوفیق دے کر باہمی فروعی اختلافات کو رفع بھی کیا۔ چنانچہ امام عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ائمہ فقہ کی جلالت علمی، ورع وتقویٰ اور اخلاص وللّٰہیت کو واضح کر کے ان کے مابین ممکنہ اختلافات کی لطیف توجیہات کی ہیں کیونکہ اُن کے نزدیک ائمہ فقہ کے مابین

اختلاف کا ماخذ و منشا قرآن و سنت اور اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم کی مختلف توجیہات ہیں، جو اپنی اپنی جگہ مبنی بر حق ہیں۔ امام عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی دیگر تصانیف میں بالعموم اور المیزان الکبری" میں بالخصوص اپنا نظریہ اور اُسلوب تطبیق پیش کیا ہے جو عقل و نقل کے معیار پر پورا اُترتا ہے۔ آپ نے "المیزان الکبری" کی تینوں جلدوں میں کتاب الطھارۃ سے لے کر کتاب امھات الاٰولاد تک کے مختلف فیہا مسائل کے مابین تطبیق و توفیق دے کر عملی راہنمائی کی ہے۔ آپ نہ صرف اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم کے مابین تطبیق و توافق پیدا کرتے ہیں بلکہ احادیث مختلفہ کی بھی حکمت افروز اور متاثر کن توجیہات بھی کرتے ہیں۔

چنانچہ احادیث مختلفہ کے مابین تطبیق سے پہلے اپنا نقطہ نظر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”و لنشرع في الجمع بين الأحاديث الشريفة وتنزيلها على مرتبتى الشريعة المطهرة من تخفيف و تشديد عملاً بقول الإمام الشافعي وغيره إن إعمال الحديثين بحملهما على حالين أولى من الغاء أحدهما“[31]

"اب ہم مقصود کو شروع کرتے ہیں۔ پہلے ہم احادیث کو باہم جمع کر کے اور ان کو شریعت مطہرہ کے دونوں مرتبوں (تشدید و تخفیف) کی طرف لوٹا کر دکھلاتے ہیں تاکہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول پر عمل ہو جائے کہ دو مختلف حدیثوں پر اس طرح عمل کرنا کہ دونوں کو مختلف احوال پر محمول کیا جائے، اس سے بہتر ہے کہ ان دونوں میں سے ایک کو لغو قرار دیا جائے۔“

تمام ائمہ مصیب وراہ حق پر ہیں:

تمام ائمہ کے بر حق ہونے کے اعتقاد کا ایک لازمی نتیجہ یہ بھی نکلتا ہے کہ تمام ائمہ مصیب ہوں۔ اس لیے کہ اگر سب مصیب نہ ہوں تو بعض خاطی ہوں گے پھر یہ بات پورے طور پر درست نہ ہو گی کہ تمام ائمہ بر حق ہیں۔ چنانچہ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے پوری کتاب میں اس بات پر زور دیا ہے کہ تمام ائمہ مصیب ہیں نہ کہ بعض۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق ”جو لوگ صرف ایک امام کو بر حق کہتے ہیں وہ ابھی ناقص ہیں، ان کا سلوک مکمل نہیں ہوا ہے۔[32]

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اختلاف شدید کے باوجود یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہر قول مصیب ہو؟ اس کا جواب یہ دیا ہے کہ ”چونکہ ائمہ کے تمام اقوال چشمۂ نبوت سے نکلے ہیں، اس لیے کسی کے خطا

ہونے کا کوئی احتمال ہی نہیں ہے۔" اس کا ایک جواب یہ بھی دیتے ہیں: "مسائل شرع میں ہر مجتہد کے حق میں اللہ کا حکم وہی ہے جو اس پر واضح ہوا۔ جو بات اس پر ظاہر نہیں ہوئی اس کا مطالبہ اس سے نہیں ہو گا۔[33]

امام عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ تقلید:

امام عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے نظریہ تقلید کا جائزہ لینے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تقلید کے لغوی اور اصطلاحی معنیٰ کو واضح کیا جائے۔ چنانچہ تقلید کا لفظ "قلادہ" سے ماخوذ ہے جس کا لغوی معنی ہے۔ ہار۔ تقلید کا معنیٰ ہوں گے، ہار پہنا دینا۔ فقہ کی اصطلاح میں تقلید کو تقلید اس لیے کہا جاتا ہے کہ تقلید کے ذریعہ ایک شخص اپنے گلے میں دوسرے کی رائے اور فکر کا قلادہ ڈال لیتا ہے۔ چنانچہ علامہ جرجانی ذکر کرتے ہیں:

"كأن هذا المتبع جعل قول الغير أو فعله قلادة في عنقه"[34]

"یہ پیروی کرنے والا دوسرے کے قول و فعل کا قلادہ اپنی گردن میں ڈال لیتا ہے"

تقلید کی اصطلاحی تعریف کرتے ہوئے علامہ محمد عبد الرؤف المناوی تحریر فرماتے ہیں:

"التقليد اتباع الإنسان غيره فيما يقوله أو يفعله معتقدا حقيته من غير نظر وتأمل في الدليل"[35]

"تقلید کے معنی ہیں کسی آدمی کا کسی دوسرے کے قول و فعل میں دلیل طلب کئے بغیر اس کو حق سمجھتے ہوئے اتباع کرے۔"

علامہ ابو الحسن علی بن محمد الآمدي نے تقلید کی تعریف یوں کی ہے:

"العمل بقول الغير من غير حجة ملزمة"[36]

"دوسرے کے قول پر حجت ملزمہ کے بغیر عمل کرنا (تقلید کہلاتا ہے)"

تقلید کا حکم:

احکام کی دو قسمیں ہیں عقلی اور شرعی۔ عقلی مسائل میں تقلید جائز نہیں۔ شرعی مسائل کی پھر دو قسمیں ہیں پہلی قسم سے مراد وہ مسائل ہیں جن کا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت سے ہونا بداہۃً معلوم ہو مثلاً ارکان اسلام کی ادائیگی، بدکاری اور شراب کی حرمت ایسے مسائل میں بھی تقلید جائز نہیں۔ دوسری قسم

سے مراد وہ مسائل ہیں جو نظر واستدلال کے بغیر معلوم نہیں ہو سکتے۔ مثلاً عبادات، معاملات اور مناکحات وغیرہ کے فروع۔ تقلید کی گنجائش صرف انہیں مسائل میں ہیں۔[37] چنانچہ احکام شریعت کے فروعی مسائل میں تقلید کے بارے میں حسب ذیل نقطہ ہائے نظر ملتے ہیں:

1 فروعی مسائل میں تقلید مطلقاً ناجائز ہے۔ چنانچہ ابن حزم نے حرمت تقلید پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے۔[38]

2 تقلید مطلقاً واجب ہے یہ بعض حشویہ کا مذہب ہے۔[39]

3 عامی کے لیے واجب ہے مجتہد کے لیے حرام ہے۔ ائمہ اربعہ کے متبعین کی اکثریت اسی کے قائل ہیں۔[40]

چنانچہ جمہور علماء نے ان لوگوں کے لیے جو اجتہاد کی اہلیت نہیں رکھتے، تقلید کو واجب قرار دیا ہے۔ چنانچہ علامہ آمدی فرماتے ہیں:

"العامي ومن ليس له أهلية الاجتهاد وان كان محصلا لبعض العلوم المعتبرة في الاجتهاد يلزمه اتباع قول المجتهدين والأخذ بفتواه عند المحققين من الأصوليين"[41]

"عامی اور وہ شخص جس میں اجتہاد کی اہلیت نہ ہوں اگر چہ وہ ان بعض علوم کو حاصل کر چکا ہو جو اجتہاد میں معتبر ہو مگر محققین اصولین کے نزدیک ان پر مجتہدین کے قول کی اتباع اور ان کے فتویٰ کو لینا لازم ہے"

تقلید شخصی کا حکم:

درج بالا تفصیل تقلید مطلق کے بارے میں ہے۔ تقلید کی دوسری صورت "تقلیدِ شخصی" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یعنی کسی امام فقہ یا دبستان فقہ کا التزام اور تمام احکام میں اس کے اجتہادات کو قبول کرنے اور اس کی تشریحات پر عمل کرنے کا اہتمام، علامہ محمد امین نے علامہ زرکشی سے نقل کیا ہے کہ جمہور کے نزدیک تقلید شخصی واجب نہیں ہے۔ چنانچہ وہ تحریر فرماتے ہیں:

"ثم جمهور العلماء على أنه لا يلزم على المقلد التمذهب بمذهب والأخذ برخصه وعزائمه"[42]

"جمہور علماء کے نزدیک مقلد پر کسی خاص مذہب کو اختیار کرنا اور اس کی رخصت وعزیمت کو لینا لازم نہیں۔"

چنانچہ فقہاء کرام نے عام طور پر تقلید شخصی کے لیے محض "جائز ہونے" کی تعبیر اختیار کیا ہے۔واجب نہیں کہا ہے۔چنانچہ مفتی تقی عثمانی شیخ الہند مولانا محمود الحسن کا قول نقل کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"إن تقليد مذهب معين ليس حكماً شرعياً في نفسه، ولكنه فتوى أُصْدِرَتْ لتنتظم بها أمور الدين"[43]

"معین مذہب کی تقلید کرنا نفس الامر میں کوئی شرعی حکم نہیں ہے، لیکن یہ فتویٰ دین کے امور کے انتظام کے طور پر صادر کیا گیا ہے"

تقلید کے بارے میں امام شعرانی کی رائے:

چونکہ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ ہر امام کو برحق اور مصیب سمجھتے ہیں، اور ان کو راہِ حق پر سمجھتے ہیں تو ان کے ذکر کردہ میزانِ تخفیف و تشدید سے بعض لوگوں کو یہ غلط فہمی ہوئی ہے کہ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ تقلید کے قائل نہیں ، اور ان کے نزدیک کسی ایک امام کی پیروی کرنا ضروری نہیں، بلکہ وہ مطلق العنانی کے قائل ہیں۔حالانکہ حقیقت اس کے برخلاف ہے۔ چنانچہ امام عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص شریعت کے سرچشمہ سے واقف نہ ہو تو کسی ایک معین مذہب کا مقلد ہونا نہ صرف جائز بلکہ واجب ہے۔ تاکہ خود بھی گمراہ نہ ہو اور کسی دوسرے کو بھی گمراہ نہ کرے جو مقلدین اس سرچشمہ سے محجوب ہیں، وہ معذور ہیں۔[44]

عین شریعت پر پہنچ کر تقلید ساقط ہو جاتی ہے:

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی کہے کہ جو مقلد ذوق و شوق کے ذریعے آپ کے اس پیمانے تک نہیں پہنچا ہے آپ کے نزدیک اس پر اپنے مذہب کے دو اقوال یا دو صورتوں میں سے راجح پر عمل کرنا واجب ہے یا نہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہاں! جب تک وہ اس میزان کے مقام ذوق تک نہیں پہنچا ہے اس پر واجب ہے، جیسا کہ ہر زمانے میں اسی پر لوگوں کا عمل ہے۔ برخلاف اس کے کہ جب وہ اس پیمانے کے ذوق کو پالے اور اسے علما کے تمام اقوال اور ان کے علوم کے تمام سمندر، شریعت کے اولین چشمے سے پھوٹتے ہوئے، اسی سے نکلتے ہوئے اور اسی کی طرف عود کرتے ہوئے نظر آئیں، جیسا کہ محسوس مثالوں کے بیان میں اس کا ذکر آئے گا؛ کیوں کہ اس مقام پر پہنچ کر علما کے تمام اقوال عین شریعت کبریٰ سے متصل

نظر آتے ہیں۔ ازراہ کشف جو شخص بھی اس پر مطلع ہو گا، وہ دیکھے گا کہ تمام مسالک اور علما کے تمام اقوال چشمۂ شریعت سے متصل ہیں اور اس سے ایسے ہی جڑے ہیں جیسے سایہ آدمی کے ساتھ جڑا ہوتا ہے۔ ایسے شخص کو کسی ایک مذہب معین کی پیروی کا حکم نہیں دیا جائے گا؛ کیوں کہ وہ دیکھ رہا ہے کہ چشمۂ شریعت سے اخذ کرنے کے معاملے میں تمام مسالک مساوی ہیں اور کوئی مسلک فقہ دوسرے سے شرعی لحاظ سے اولیٰ نہیں ہے؛ کیوں کہ اس کے نزدیک ہر مسلک عین شریعت سے متفرع ہے، جیسا کہ شکاری کے جال کا ہر خانہ ،ہر سطح پر، خانۂ اول سے متفرع ہوتا ہے۔ اگر ایسے شخص کو کوئی تقلید شخصی پر مجبور کرتا ہے تو وہ مجبور نہیں ہو گا، اس کشف کا حامل یقین کے معاملے میں مجتہدین کے برابر ہوتا ہے اور بسا اوقات بعض پر فوقیت بھی رکھتا ہے؛ کیوں کہ وہ اپنا علم براہ راست عین شریعت سے اخذ کرتا ہے۔ ایسا شخص اجتہاد کے ان ذرائع کے حصول کا محتاج بھی نہیں ہوتا جنہیں علما نے مجتہد کے حق میں مشروط کیا ہے۔ اس کا معاملہ اس شخص جیسا ہے جو سمندر کی راہ سے ناواقف ہو، کسی واقف شخص کے ساتھ سمندر چلا جائے اور پھر اپنے برتن کو اس کے پانی سے بھر لے تو اب ان دونوں کے پانی میں کوئی فرق نہیں رہا۔[45]

عالم کے لیے تمام مذاہب ایک مذہب کی طرح ہیں:

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب کا مرکزی نقطہ اسی حقیقت کو واشگاف کرنا ہے کہ تمام مذاہب برحق ہیں۔ سب بالآخر ایک چشمۂ صافی سے سیراب ہوتے ہیں۔ اس لیے ان میں سے کسی کو کسی پر ترجیح نہیں دی جا سکتی۔ اس کے ساتھ امام موصوف نے یہ بھی بتایا ہے کہ ائمہ کے یہاں جو اختلافات نظر آتے ہیں اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ شریعت میں ہر معاملے میں عزیمت و رخصت دو پہلو ہیں۔ مختلف ائمہ نے اپنے اعتبار سے کسی ایک پہلو کو ترجیح دی ہے، اس لیے حقیقت کے اعتبار سے ان کا اختلاف ایسا ہی ہے جیسے کوئی اختلاف ہی نہ ہو۔ سب کا قول در حقیقت چشمۂ شریعت سے مستفاد ہے۔[46]

یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب تمام اختلافات عزیمت و رخصت کے ہیں تب تو ہر شخص کے لیے یہ گنجائش نکل آئی کہ چاہے وہ جس قول پر عمل کرے، چاہے تو عزیمت پر عمل کرے اور چاہے تو رخصت پر، اور اس طرح تمام مقلدین آزاد ہو جائیں۔

المیزان الکبری الشعرانیہ کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ معاملہ ایسا نہیں ہے، جو لوگ دلائل سے واقف نہیں ہیں انہیں بہر حال کسی امام کی پیروی کرنی چاہیے۔ بصیرت اور علم کے بغیر اس پیروی

سے آزادی ممکن نہیں۔اس لیے کہ اس آزادی کے معنی یہ ہوں گے کہ ایک عام شخص ائمہ کی تقلید کرنے کے بجائے اپنی خواہشات کا پجاری بن جائے اور﴿وَاتَّبَعَ هَوَاهُ﴾[47](اپنی خواہشات کی پیروی کرتا پھرے۔) کا مصداق ٹھہر جائے۔[48]البتہ وہ عالم،جو ائمہ کے دلائل سے واقف ہے،اس کے لیے تمام مذاہب ایک مذہب جیسے ہیں،کسی بھی مسئلے میں وہ یہ دیکھے کہ وہ ارباب عزیمت میں سے ہے یااصحاب رخصت میں سے،اگر وہ عزیمت پر عمل کرنے کی اہلیت وصلاحیت کاحامل ہے تواسے عزیمت پر ہی عمل کرنا چاہیے،اگرچہ وہ قول اس کے امام کے بجائے دوسرے امام کاہو،اسی طرح اگر وہ اصحاب رخصت سے ہے کہ اسے عزیمت پر عمل کرنامشکل ہے تووہ پھر رخصت پر عمل کرے،اگرچہ وہ قول اس کے امام کے بجائے دوسرے امام کاہو۔[49]

نتائج بحث:

1. المیزان الکبریٰ کے مطالعہ سے نہ صرف گروہی ومسلکی تعصب کی فضا کو ختم کیا جا سکتا ہے بلکہ مختلف مسالک کے معرضِ وجود میں آنے کی حکمت بھی کھل کر سامنے آتی ہے۔
2. اس کتاب کے مطالعہ سے ائمہ اربعہ و تمام مجتہدین کی عظمت کا احساس اور دل میں ان کے لیے احترام کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔
3. اس کتاب کے مطالعے سے ائمہ اربعہ کے مقلدین کے مابین کئی غلط فہمیوں کا ازالہ ہو سکتا ہے۔
4. المیزان الکبریٰ کے مطالعہ کی روشنی میں ائمہ مجتہدین کی آراء کے متعلق ایک منفرد تطبیقی نقطہ نظر سامنے آتا ہے۔
5. بدلتے ہوئے حالات کے پیش نظر اگر کسی ایک مسلک کے فرعی مسئلہ کو چھوڑ کر دوسری رائے اختیار کرنی پڑے،تو میزانِ اعتدال اس کو درست اور راہِ حق قرار دیتی ہے۔
6. امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے پیش کردہ میزان سے استفادہ کرتے ہوئے مجتہدین کے اختلافات کو مد نظر رکھ کر عصر حاضر میں شریعت اسلامی کی دفعہ بندی و قانون سازی کے سلسلے میں اس سے مدد لی جا سکتی ہے۔
7. المیزان الکبریٰ کے مطالعے سے ائمہ مجتہدین کے درمیان مسلکی وفقہی اختلافات،اختلافات نہیں رہتے بلکہ اتفاقات بن جاتے ہیں۔جن کو مختلف مسالک سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

8. بعض جدید مسائل میں اپنے مسلک سے نکل کر دیگر فقہاء کی آراء اختیار کرنا وقت کی اشد ضرورت ہے، چنانچہ "المیزان الکبریٰ" اس حوالے سے بھی نہایت ممد و معاون ہے۔
9. مجتہدین کی آراء و اقوال اختلافات کے باوجود اصل منبع و مصدر شریعت سے منسلک ہیں۔ جیسا کہ درخت کی شاخیں، درخت کے تنے کے ساتھ اور نہریں دریا کے ساتھ مربوط ہیں۔
10. مجتہد کا کسی رائے کو ترک کر کے کسی دوسری رائے پر عمل کرنے کا ہرگز یہ مطلب نہیں، کہ وہ پہلی رائے کو باطل سمجھتا ہے بلکہ وہ دوسری رائے کو زیادہ صحیح اور راہِ حق کے قریب سمجھتا ہے۔
11. المیزان الکبریٰ کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ فقہاء کرام کے باہمی اختلافات کا تعلق اصولِ دین اور حق و باطل کے ساتھ نہیں، بلکہ تشدید و تخفیف اور رخصت و عزیمت کے ساتھ ہے۔

حوالہ جات و حواشی:

---

[1] کحالۃ، عمر رضا، معجم المؤلفین، (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ)، ج2، ص339

Kuhala,Umar Raza,Mujam Ul Mualafeen, Berut, Mosasa Turesala.2:339

[2] الزركلي، خیر الدین بن محمود (المتوفی:1396ھ)، الأعلام، پندرہویں طباعت (بیروت: دار العلم، 2002ء)، ج4، ص180

Zirakli, Khair Ul Deen Bin Mahmood(1396H), Al-Alam,Edition:15th, Berut, Dar Ul Ilam, 2002,4:180

[3] الشعرانی، عبد الواب، المنن الکبریٰ، (بیروت: دار الکتب العلمی، 1420ھ)، ص56

Al-Sh'rani,Abd ul-Wahab, Al-Manan ul Kubra, Berut, Dar Ul Kutub Ul-Ilmi,1420H,56

[4] ایضاً

Ibid,

[5] المناوی، عبد الرؤف، طبقات کبریٰ، (بیروت: دار صادر)، ج3، ص396

Al-Manavi, Abdul Rauf, Tabqat Ul Kubra, Berut, Dar Sadir,3:396

[6] الشعرانی، عبد الوہاب، المنن الکبریٰ، ص622

Al-Sh'rani,Abd ul-Wahab, Al-Manan Ul Kubra,622

[7] شعرانی، عبد الوہاب، کتاب المیزان، طباعت اول(بیروت:عالم الکتب،2007ء)، ج1، ص17

Al-Sh'rani,Abd ul-Wahab, Kitab Ul Meezan,Edition:1st,Berut, Alam Ul Kutub,2007,1:17

[8] الشعرانی، عبد الوہاب، المنن الکبریٰ، ص31

Al-Sh'rani,Abd ul-Wahab, Al-Manan Ul Kubra,31

[9] المناوی، عبد الرؤف، طبقات کبریٰ، ج3، ص396

Al-Manavi, Abdul Rauf, Tabqat Ul Kubra,,3:396

[10] نجم الدین محمد بن محمد، الکواکب السائرة باعیان المئة العاشرة،(بیروت: دار الکتب العلمیة،1998ء)، ج3، ص158

Najmudeen, Muhammad bin Muhammad, Al-Kawakib Sayira be Aian al-miat il Ashira,Berut, Dar Ul Kutub Ul-ilmia,1998,3:158

[11] ابو الانس بن عبد الرحمٰن، تذکرة اولی الالباب فی مناقب الشعرانی سیدی عبد الوھاب(قاھرة: الدار الجودیة،2005ء)، ج1، ص79

Abul Anas bin Abdurehman, Tazkiraul Ulalbab fe manaqib Al-Sh'rani, Sayidi Abdul Wahab,Qahira, Aldarul-judia,2005,1:79

[12] ایضاً

Ibid

[13] شعرانی، عبد الوہاب بن احمد، لطائف المنن والاخلاق (دمشق: دار التقویٰ،1425ھ)، ج1، ص91

Al-Sh'rani,Abd ul-Wahab Bin Ahmad, Lataif Ul Manan wal Akhlaq, Demeshq, Darul Taqwa,1425H,1:91

[14] الزرکلی، خیر الدین بن محمود(المتوفی:1396ھ)، الأعلام، ج4، ص181

Zirakli, Khair Ul Deen Bin Mehmood(1396H), Al-Alam,4:181

[15] المناوی، طبقات کبریٰ، ج3، ص396

Al-Manavi, Abdul Rauf, Tabqat Ul Kubra,3:396

[16] الشعرانی، المیزان الکبریٰ، ج1، ص59

Al-Sh'rani,Abd ul-Wahab,Al-Meezan Ul Kubra,1:59

[17] سورۃ الشوریٰ:42:13

Surah Shura:42:13

[18] الشعرانی، المیزان الکبریٰ، ج1، ص65

Al-Sh'rani,Abd ul-Wahab,Al-Meezan Ul Kubra,1:65

[19] ایضاً

Ibid,

[20] ایضاً، ص66

Ibid,66

[21] ایضاً

Ibid,

[22] مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، باب في قوله علیہ السلام نور أنی أراہ (بیروت: دار العلم)، ج1، ص161، رقم الحدیث:178

Muslim bin al-Hajaj, Sahih Muslim, Berut, Dar ul-Ilam,1:161,Hadees:178

[23] الدارمي، عبداللہ بن عبدالرحمن، سنن الدارمي، طباعت اول (بیروت: دار الکتاب العربي، 1407ھ)، ج2، ص170، رقم الحدیث:2149

Al-Dar Mi Abdullah bin Abd Al-Rahman, Sunan al-Darmi,Edition:1st, Berut, Dar ul Kitab al-arabi,1407H,2:170 Hadees:2149

[24] بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، بَابُ لَا صَدَقَةَ إِلَّا عَنْ ظَهْرِ غِنًى، طباعت اول (کراچی: الطاف سنز، 2008ء)، ج1، ص386، رقم الحدیث:1425

Bukhari,Muhammad bin Ismail, Sahih Al-Bukhari, Karachi, Iltaf Sons, 2008,1:386,Hadees:1425

[25] الشعرانی، المیزان الکبریٰ، ج1، ص66

Al-Sh'rani,Abd ul-Wahab,Al-Meezan Ul Kubra,1:66

[26] ایضاً، ص62، 63

Ibid,62،63

[27] سورۃ آل عمران:3:102

Surah Al Imran:3:102

[28] سورۃ التغابن:64:16

Surah Taabun:64:16

[29] بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، بَابُ الِاقْتِدَاءِ بِسُنَنِ رَسُولِ اللهِ، ج4، ص2042، رقم الحدیث:7288

Bukhari,Muhammad bin Ismail, Sahih Al-Bukhari,4:2042,Hadees:7288

[30] الشعرانی، المیزان الکبریٰ، ج1، ص62، 63

Al-Sh'rani,Al-Meezan ul Kubra,1:62,63

[31] ایضاً، ص262

Ibid,262

[3232] ایضاً، ص161

Ibid,161

[33] ایضاً، ص152

Ibid,152

[34] الجرجانی، علی بن محمد، التعریفات، طباعت اول (بیروت: دار الکتاب العربی، 1405ھ)، ج1، ص90

Al-Jurjani, Ali bin Muhammad, Al-Tarifat, Edition:1st, Berut, Dar ul-Kitab ul-Arabi,1405H,1:90

[35] المناوي، محمد عبد الرؤوف، التوقیف علی مھمات التعاریف، طباعت اول (بیروت: دار الفکر، 1410ھ)، ج1، ص199

Al-Manavi,Muhammad Abdul Rauf, Al-Tauqeef ala Muhimmat al-Taareef, Edition 1st, Berut, Dar ul-Fekar, 1410H, 1:199

[36]الآمدي، علي بن محمد، الإحكام في أصول الأحكام، طباعت اول(بیروت: دار الکتاب العربی، 1404ھ)، ج4، ص227

Al-Aamidi, Ali bin Muhammad, Al-ahkam fe Usool ul-ahkam, Edition 1st, Berut, Dar ul-Kitab al-Arabi, 1404H, 227

[37]شیرازی، ابو اسحاق، اللمع فی اصول الفقۃ، (مصر: مصطفیٰ البابی، 1377ھ)، ج1، ص70

Sherazi, Abu Ishaq, Al-lamgh fe Usool ul-Fiqh, Misar, Mustafa al-Babi, 1377H, 1:70

[38]ایضاً

Ibid,

[39]الشوکانی، قاضی محمد، ارشاد الفحول الی تحقیق الحق من علم الاصول (مصر: مصطفیٰ البابی، 1356ھ)، ج1، ص267

Al-Shukani,Qazi Muhammad, Irshad ul-Fuhool Ila- Tahqeeq ul Haq- men Ilami Usool, Misar, Mustafa al-Babi, 1356H, 1:267

[40]ایضاً

Ibid,

[41]الآمدي، علي بن محمد، الإحكام في أصول الأحكام، ج4، ص234

Al-Aamidi, Ali bin Muhammad, Al-ahkam fe Usool ul-ahkam,4:234

[42]محمد امین، تیسیر التحریر، طباعت اول (بیروت: دار الفکر)، ج4، ص361

Muhammad Ameen, Taiseer ul-Tahreer, Edition: 1st, Berut, Dar ul-Fekar, 4:361

[43]عثمانی، محمد تقی، اصول الافتاء وآدابہ، طباعت اول (بیروت: دار القلم، 2014ء)، ص85

Usmani,Muhammad Taqi, Usool ul-Ifta o Aadabhu, Edition 1st, Berut, Dar ul-Qalam, 2014,85

[44]الشعرانی، المیزان الکبریٰ، ج1، ص29

Al-Sh'rani,Al-Meezan ul Kubra,1:29

[45]ایضاً، ج1، ص82

Ibid,1:82

[46] ایضاً، ج1، ص129

Ibid,1:129

[47] سورۃ الکھف:18:28

Surah Al-kahaf:18:28

[48] الشعرانی، المیزان الکبریٰ، ج1، ص83

Al-Sh’rani,Al-Meezan ul Kubra,1:83

[49] ایضاً، ج1، ص63،62

Ibid,1:62, 63